احمدی احباب کی تعلیم و تربیت کے لئے

بدھ
27 ستمبر 1995ء

روزنامہ
الفضل ربوہ
ایڈیٹر: نسیم سیفی
فون ۴۴۹
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

جلد 45-80 نمبر 216 | بدھ - 1416ھ ' 27 تبوک 1374ھش ' 27 - ستمبر 1995ء

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اپنے گناہوں سے پاک ہونے کی دعا کرنی ضروری ہے

یہ بھی یاد رکھو کہ سب سے اول اور ضروری دعا یہ ہے کہ انسان اپنے آپ کو گناہوں سے پاک صاف کرنے کی دعا کرے ساری دعاؤں کا اصل اور جزو یہی دعا ہے کیونکہ جب یہ دعا قبول ہو جاوے گی اور انسان ہر قسم کی گندگیوں اور آلودگیوں سے پاک صاف ہو کر خدا تعالیٰ کی نظر میں مطہر ہو جاوے تو پھر دوسری دعائیں جو اس کی حاجات ضروریہ کے متعلق ہوتی ہیں وہ اس کو مانگنی بھی نہیں پڑتیں وہ خود بخود قبول ہوتی چلی جاتی ہیں۔ بڑی مشقت اور محنت طلب یہی دعا ہے کہ وہ گناہوں سے پاک ہو جاوے۔

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

انسان جب اللہ تعالیٰ کا ہو جاتا ہے کہ اور ساری راحت اور لذت اللہ تعالیٰ ہی کی رضا میں پاتا ہے تو کچھ شک نہیں دنیا بھی اس کے پاس آ جاتی ہے' مگر راحت کے طریق اور ہو جائیں گے۔ وہ دنیا اور اس کی راحتوں میں کوئی لذت اور راحت نہیں پاتا۔ اسی طرح پر انبیاء اور اولیاء کے قدموں پر دنیا کو لا کر ڈال دیا گیا ہے مگر ان کو دنیا کا کوئی مزا نہیں آیا' کیونکہ ان کا رخ اور طرف تھا۔ یہی قانون قدرت ہے۔ جب انسان دنیا کی لذت چاہتا ہے تو وہ لذت اسے نہیں ملتی لیکن جب خدا تعالیٰ میں فنا ہو کر دنیا کی لذت کو چھوڑتا ہے اور اس کی آرزو اور خواہش باقی نہیں رہتی تو دنیا ملتی ہے' مگر اس کی لذت باقی نہیں رہتی۔ یہ ایک مستحکم اصول ہے اس کو بھولنا نہیں چاہئے۔ خدا یابی کے ساتھ دنیا یابی وابستہ ہے۔ خدا تعالیٰ بار بار فرماتا ہے کہ جو تقویٰ اختیار کرے گا اسے تمام مشکلات سے نجات ملے گی اور ایسے طور پر اسے رزق دے گا کہ اسے علم بھی نہ ہو گا۔ یہ کس قدر برکت اور نعمت ہے کہ ہر قسم کی تنگی اور مشکل سے آدمی نجات پا جاوے۔ اور اللہ تعالیٰ اس کے رزق کا کفیل ہو' لیکن یہ بات جیسا کہ خود اس نے فرمایا۔ تقویٰ کے ساتھ وابستہ ہے اور کوئی امراس کے ساتھ نہیں بتایا کہ دنیوی مکر و فریب سے یہ باتیں حاصل ہوں گی۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 151)

دعا سے کام لو اور دعا سے مت تھکو

(حضرت حکیم مولانا نور الدین صاحب امام جماعت احمدیہ الاول)

انسان جب اولاً گناہ کرتا ہے تو ابتدا میں دلیر نہیں ہوتا ہے۔ پھر وہ امر بڑھ جاتا ہے اور رین کہلاتا ہے۔ اس کے بعد مہر لگ جاتی ہے۔ یہ چھاپا مضبوط ہو جاتا ہے۔ قفل لگ جاتا ہے۔ پھر یہاں تک نوبت پہنچتی ہے کہ بدی سے پیار اور نیکی سے نفرت کرتا ہے۔ خیر کی تحریک ہی قلب سے اٹھ جاتی ہے۔ اس کا ظہور ایسا ہوتا ہے کہ خیر و برکت والی جانوں سے نفرت ہو جاتی ہے۔ یا تو ان کے حضور آنے ہی کا موقعہ نہیں ملتا یا موقع تو ملتا ہے لیکن انتفاع کی توفیق نہیں پاتا۔ رفتہ رفتہ اللہ سے بُعد ملائکہ سے دوری اور پھر وہ لوگ جن کا تعلق ملائکہ سے ہوتا ہے ان سے بُعد ہو کر کٹ جاتا ہے۔ اس لئے ہر ایک عقل مند کا فرض ہے کہ وہ توبہ کرے اور غور کرے۔ ہم نے بہت سے مریض ایسے دیکھے ہیں جن کو میٹھا تلخ معلوم دیتا ہے اور تلخ چیزیں لذیذ معلوم ہوتی ہیں کسی نے مجھ سے ملذّذ نسخہ مانگا۔ میں نے اسے مصبر کچلہ شہد ملا کر دیا اس نے کہا کہ بڑا ملذّذ ہے۔ یہ نتیجہ ہوتا ہے انسان کے معاصی کا۔ ان کی بصر اور

باقی صفحہ 7 پر

خدا تعالیٰ نے دعا اور کوشش دونوں کی تاکید فرمائی ہے

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

خصوصی درخواست دعا

○ محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب کی طبیعت گذشتہ کئی ماہ سے زیادہ خراب چلی آ رہی ہے اور وہ اپنے میڈیکل چیک اپ کے لئے تقریباً 2 ماہ اسلام آباد اور لاہور رہ کر ڈاکٹری مشورہ حاصل کر کے علاج کرواتے رہے ہیں۔ اسلام آباد قیام کے دوران ہی طبیعت زیادہ خراب ہو گئی تھی بعد میں لاہور علاج کے لئے آ گئے۔ لاہور میں ڈاکٹری مشورہ کے مطابق مختلف ٹیسٹوں کے بعد ادویات تجویز ہوئیں۔ مگر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کوئی بھی دوا پوری طرح اثر نہیں کر رہی۔ طبیعت دن بدن کمزور ہوتی جا رہی ہے۔ دن تو کسی نہ کسی طرح گذر جاتا ہے مگر رات کو گھبراہٹ بہت زیادہ ہوتی ہے جسکی وجہ سے رات گذارنا مشکل ہو جاتا ہے۔

احباب کرام سے درخواست دعا ہے کہ صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب کی صحت کے لئے خصوصی دعا کریں اللہ تعالیٰ انہیں جلد از جلد صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔

درخواست دعا

○ مکرم چوہدری جلال الدین صاحب قمر اطلاع دیتے ہیں۔

محترمہ امت الباری بنت حضرت چوہدری شاہ نواز صاحب (وفات یافتہ) زوجہ چوہدری محمد نعیم صاحب چیف ایگزیکٹو شاہ نواز لمیٹڈ کا مورخہ 95-9-22 کو تقریباً 15 گھنٹے لمبا آپریشن ہوا۔ (ان کے نچلے دھڑ کی ہڈیاں ایک حادثہ میں ٹوٹ گئی تھیں) اور اب ایکسٹرا کیئر میں ہیں۔ احباب ان کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دعا کریں خدا تعالیٰ ان کو صحت کاملہ عطا فرمائے۔

سانحہ ارتحال

○ محترم قاضی منیر احمد صاحب مینیجر ضیاء الاسلام پریس ربوہ تحریر فرماتے ہیں۔

میری ہمشیرہ محترمہ سعیدہ بیگم صاحبہ بنت حضرت قاضی محمد نذیر صاحب لائل پوری سابق ناظر اشاعت لٹریچر و تصنیف مورخہ 25 ستمبر 1995ء صبح نو بجے وفات پا گئیں موصوفہ مکرم محمد ہارون خاں صاحب ہیڈ ماسٹر ابن محترم نذر احمد خان صاحب کی

باقی صفحہ 7 پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

27- تبوک 1374 ہش 27 - ستمبر 1995ء

یقین کی حد تک ایمان

ہم اپنی زندگی میں بہت سی باتیں بے یقینی کے ساتھ کرتے ہیں۔ سوچتے بھی نہیں۔ سمجھتے بھی نہیں۔ اور کچھ نہ کچھ کر گزرتے ہیں۔ کبھی اس کا نتیجہ درست نکلتا ہے اور کبھی غلط۔ اور اگر غور کیا جائے تو غلط نتائج درست نتائج سے زیادہ ہوتے ہیں۔ اس لئے کہ ہمیں یہ تو معلوم ہی نہیں ہوتا۔ کہ جو کچھ ہم کر رہے ہیں اسے اسی طرح کرنا چاہئے یا نہیں اور اس کے حقیقی طور پر فوائد یا نقصانات کیا ہوں گے بس کچھ کر لیا اور سمجھ لیا کہ تیر مار لیا ہے۔ حالانکہ بے یقینی میں کئے ہوئے کام کبھی تسلّی اور تشفّی کا باعث نہیں بن سکتے۔ جو کچھ ہمیں کرنا ہے اس کے متعلق ہمیں علم حاصل کرنا چاہئے اور جس طرح ہم نے اس کام کو کرنا ہے وہ بھی ہمیں معلوم ہونا چاہئے۔ ورنہ وہی بات ہوگی جسے ٹامک ٹوئیاں مارنا کہتے ہیں۔

خدا تعالیٰ کے متعلق بھی بعض اوقات یہی کیفیت ہوتی ہے۔ منہ سے تو ہم کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ موجود ہے۔ اس کے وجود پر ہم ایمان لاتے ہیں۔ لیکن صرف کسی وجود پر ایمان لانا تو کافی نہیں۔ اور صرف یہ کہہ دینا بھی کافی نہیں کہ ہم اس پر ایمان لاتے ہیں۔ ہر چیز کی صفات ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی بھی صفات ہیں۔ جب تک اس کی صفات ہمارے سامنے ظاہر نہ ہوں ہمیں حقیقی طور پر اس بات پر ایمان حاصل نہیں ہو سکتا۔ یقین تو دور کی بات ہے۔ کہ خدا تعالیٰ موجود ہے۔ جب تک اس کی صفات کو ہم اپنے ماحول میں یا اپنی زندگی میں ظاہر ہوتا نہ دیکھیں۔ ہم اس کی صفات پر یقین نہیں کر سکتے۔ دراصل بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے مظاہر دیکھنے اور سمجھنے کے لئے انسان کو روحانی آنکھ کی ضرورت ہے۔ ایک ہی واقعہ ایک شخص کو دہریت کی طرف لے جاتا ہے اور دوسرے شخص کے ایمان کی مضبوطی کا باعث بن جاتا ہے۔ یہ فرق روحانی بصیرت کے ہونے یا نہ ہونے سے پیدا ہوتا ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ کے مظاہر کو ہم اس طرح بھی تو پرکھ سکتے ہیں اور زیادہ بہتر اور یقینی یہی ذریعہ ہے کہ ہم اسے پکاریں۔ اور وہ ہماری پکار کا جواب دے۔ یہ تو اس نے خود کہہ رکھا ہے کہ مجھے پکارو تو میں تمہاری پکار کا جواب دوں گا۔ اس پکار کا نام ہے دعا کرنا۔ ہم اس سے مانگیں اور مانگتے ہی رہیں اور ہمیں ملے اور ملتا ہی رہے تو ہمارے دل اس یقین سے پر ہوں گے کہ خدا تعالیٰ نہ صرف موجود ہے بلکہ اس کی صفات ہمہ وقت اپنے آپ کو ظاہر کر رہی ہیں۔ یہ وہ یقین ہے جو ہمارے ایمان کی بنیاد ہونی چاہئے۔ اور جیسا کہ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ (ہماری دلی دعائیں آپ کے لئے) فرماتے ہیں:

یہی وہ یقین ہے جس سے ہم خدا کو دیکھ سکتے ہیں حضرت صاحب کا ارشاد ہے

"مبارک وہ جو یقین رکھتے ہیں۔ کیونکہ وہی خدا کو دیکھیں گے۔ مبارک وہ جو شبہات اور شکوک سے نجات پا گئے ہیں۔ کیونکہ وہی گناہ سے نجات پائیں گے۔ مبارک تم جب تمہیں یقین کی دولت دی جائے کہ اس کے بعد تمہارے گناہ کا خاتمہ ہو گا۔ گناہ اور یقین دونوں جمع نہیں ہو سکتے"

جس شخص کو اس بات کا یقین ہو کہ خدا موجود ہے اور وہ اپنی ہر صفت کو اپنی منشاء اور اپنی مرضی کے مطابق ظاہر کرتا رہتا ہے وہ کسی صورت میں بھی ایسی بات کی طرف مائل نہیں ہو سکتا۔ جو خدا تعالیٰ کو پسند نہ ہو۔ دوسرے الفاظ میں وہ کسی طرح بھی گناہ کی طرف مائل نہیں ہو سکتا۔

پس اپنی زندگی کو پاک اور صاف بنانے کے لئے انتہائی ضروری ہے کہ ہم خدا تعالیٰ کی صفات کے مظاہر کو دیکھیں۔ اپنے وجود میں بھی اور اپنے ماحول میں بھی۔ اور ان مظاہر کی وجہ سے اپنے دل میں یقین کو لحہ بہ لحہ بڑھاتے چلے جائیں۔

ضبطِ تحریر میں ہر بات کا لانا اچھا
جو گذرتی ہے وہ اوروں کو بتانا اچھا
کل کے لوگوں کی ہر اک بات بھلی لگتی ہے
آج کے چہرہ سے پردے کو ہٹانا اچھا

ابو الاقبال

O

کوئی گِریاں مجھے سمجھا کوئی خنداں سمجھا
جُز تیرے کون فریبِ دلِ ناداں سمجھا

مجھ کو شکوہ نہیں اے حاصلِ عمرِ فانی
میں نے کب درد کو منّت کشِ درماں سمجھا

ہر خوشی غم کی امانت تھی تیری ذات کے ساتھ
کیوں مصیبت اِسے بھٹکا ہوا انساں سمجھا

کون آیا ہے تصوّر کی حسیں وادی میں
کس نے یہ معرکہِ تلخیٔ دوراں سمجھا

دشتِ غربت میں پھرے آبلہ پا شام و سحر
لذتِ درد نے کانٹوں کو گلستاں سمجھا

زندگی سب کی بہرحال گزر جاتی ہے
کوئی مشکل اسے سمجھا کوئی آساں سمجھا

میں وہ آسودۂ منزل ہوں جسے دنیا نے
تیری محفل سے نکالا ہوا انساں سمجھا

تری رحمت تیری بخشش کے طلبگاروں کو
آج تک کس نے یہاں صاحبِ ایماں سمجھا

عبد الحمید عاجز

یقین ہی ہے جو خدا تعالیٰ کا عاشق بناتا ہے

اے خدا کے طالب بندو! کان کھولو اور سنو کہ یقین جیسی کوئی چیز نہیں۔ یقین ہی ہے جو گناہ سے چھڑاتا ہے۔ یقین ہی ہے جو نیکی کرنے کی قوت دیتا ہے یقین ہی ہے جو خدا کا عاشق بناتا ہے۔ کیا تم گناہ کو بغیر یقین کے چھوڑ سکتے ہو۔ کیا تم جذبات نفس سے بغیر یقینی تجلی کے رک سکتے ہو، کیا تم بغیر یقین کے کوئی تسلی پا سکتے ہو۔

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

روزنامہ الفضل ربوہ	پبلشر : آغا سیف اللہ - پرنٹر : قاضی منیر احمد مطبع : ضیاء الاسلام پریس - ربوہ مقام اشاعت : دار النصر غربی - ربوہ	قیمت 2 روپے 50 پیسے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فارسی منظوم کلام

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ (ہماری دلی دعائیں آپ کے لئے) فرماتے ہیں :-

از خرد منداں مُرا انکار نیست
لیکن ایں رہ راہِ وصلِ یار نیست

مجھے ان کی عقلمندی سے انکار نہیں ہے۔ مگر یہ یار کے وصل کا راستہ نہیں۔

تا نہ باشد عشق و سوداء و جنوں
جلوہ ننماید نگارِ بے مچگوں

جب تک عشق اور سودا اور جنون نہ ہو تب تک وہ بے مثال محبوب اپنا جلوہ نہیں دکھاتا۔

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ ان دو اشعار میں اس بات کی طرف توجہ مبذول فرماتے ہیں کہ اگرچہ اس بات سے انکار نہیں کیا جاسکتا اور آپ بھی اس سے انکار نہیں کرتے کہ دنیا میں لوگ عقل مند بھی موجود ہیں۔ اگر کوئی یہ سمجھے کہ وہ اپنی عقل کے ذریعے خدا تعالیٰ کو پا سکتا ہے۔ یعنی اس کی عقل اسے اللہ تعالیٰ کے وصل کا راستہ دکھا سکتی ہے۔ تو یہ بات درست نہیں ہے۔ عقل کے ساتھ یہ تو کہہ سکتا ہے کہ خدا موجود ہونا چاہئے لیکن عقل اس بات کی طرف رہنمائی نہیں کر سکتی کہ خدا موجود ہے۔ اور اس کی طرف رہنمائی کر کے اللہ تعالیٰ سے وصل کا اہتمام نہیں کر سکتی۔ حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کا جلوہ دیکھنے کے لئے ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ سے محبت انسان کے جنون تک پہنچ جائے۔ ہر لحہ اور ہر قدم وہ خدا ہی کا خیال کرے اور خدا تک پہنچنے کے لئے تگ و دو کرے۔ اگر وہ عقل کو رہنما بنائے تو عقل اسے مختلف راستوں پر گھماتی پھرے گی اور مختلف خیالات اسے آنے لگیں گے۔ جو اللہ تعالیٰ کے جلوے کو ظاہر کرنے کا باعث نہیں بن سکتے لیکن جب انسان جنون کی سی حالت تک پہنچ جائے۔ عقل کو پیچھے چھوڑ دے تو اللہ تعالیٰ ایسے شخص پر اپنا جلوہ ظاہر کر دیتا ہے۔ وہ جانتا ہے کہ اس شخص کے دل میں اس کی محبت ہے اور یہ محبت سچی محبت ہے اور وہ کسی چیز کی پرواہ کئے بغیر خدا تعالیٰ سے وصل چاہتا ہے۔ اسے دنیاداری خدا تعالیٰ کی طرف جانے سے روک نہیں سکتی۔ اس کے دنیاوی اشغال اللہ تعالیٰ سے محبت کے اظہار کی راہ میں روڑا نہیں بن سکتے۔

پس ان دو اشعار میں حضرت صاحب نے خردمندی اور جنوں کا اس طرح ذکر فرمایا ہے کہ عقل تو انسان کو اصل راستے سے بھٹکا سکتی ہے لیکن اگر اس میں محبت کی کیفیت جنون کی سی پیدا ہو جائے تو اللہ تعالیٰ کے جلوے اس پر ظاہر ہونے لگتے ہیں۔ خدا کرے کہ ہمارے دلوں میں اللہ تعالیٰ کی ایسی محبت پیدا ہو جسے جنون سے مشابہ کہا جاسکے اور ہم عقلِ گمراہ کے پیچھے چل کر کہیں بھٹک نہ جائیں۔ اللہ تعالیٰ کا وصال ہماری زندگی کا بنیادی مقصد ہے۔

کمیٹی کفالت یکصد یتامیٰ دار الضیافت

حضرت صاحب کے منصوبہ "کفالت یکصد یتامیٰ" کے بارے میں ضروری اعلان

-امانت یکصد یتامیٰ

جو دوست یتامیٰ کی خبر گیری اور کفالت کے خواہشمند ہوں وہ ایک یتیم کی کفالت کے جملہ اخراجات ادا کر کے اس بابرکت تحریک میں شامل ہو سکتے ہیں۔ مستحق یتیم بچوں پر عمر اور تعلیم کی ضروریات کے لحاظ سے چار صد روپیہ سے ایک ہزار روپیہ تک ماہوار خرچ کا اندازہ ہے۔ آپ اپنی خواہش اور مالی وسعت کے لحاظ سے جو رقم بھی باقاعدہ ماہوار مقرر کرنا چاہیں کمیٹی کو اس کی اطلاع کر دیں۔ اس غرض کے لئے اپنی رقوم امانت "کفالت یکصد یتامیٰ" خزانہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ میں براہ راست یا مقامی انتظام جماعت کی وساطت سے جمع کروانا شروع کر دیں۔

نیز احباب کی آگاہی کے لئے یہ بھی اعلان کیا جاتا ہے کہ حضرت صاحب نے ایسے احباب کو بھی ادائیگی کی اجازت عطا فرمائی ہے جو گاہے گاہے کوئی رقم مقرر کئے بغیر کچھ نہ کچھ اس مد "کفالت یکصد یتامیٰ" میں مقامی انتظام جماعت کے ذریعہ حسب منشاء جمع کرانا چاہتے ہیں۔

(سیکرٹری کمیٹی کفالت یکصد یتامیٰ دار الضیافت- ربوہ)

ارشادات حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع

افکارِ عالیہ

4- دسمبر 1992ء کو حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع (ہماری دلی دعائیں آپ کے لئے) نے جماعتی عہدہ داروں کو نصیحت فرمائی ہے کہ جب ان کو عہدہ دار بنایا جائے تو وہ پوری تفصیل سے اپنی ذمہ داریوں سے آگاہی حاصل کریں۔ اور ان کو جو امانت سپرد کی گئی ہے اس کا حق ادا کریں۔

حضرت صاحب نے بتایا کہ گذشتہ دنوں بنگلہ دیش میں راج شاہی کی احمدیہ بیت الذکر پر حملہ کیا گیا۔ ان واقعات میں بنگلہ دیش کی حکومت ملوث ہے۔ حضرت امام جماعت الرابع نے یہ ارشادات اس خطبہ میں بیان فرمائے جو لندن کی بیت الفضل سے مواصلاتی سیارے کے ذریعے براہ راست ٹیلی کاسٹ کیا گیا۔

حضرت صاحب نے امانت کے حق کی ادائیگی کے ضمن میں گذشتہ خطبات کے تسلسل میں فرمایا:-

امانت کا سب سے بڑا حق وہ ہے جو خدا کی طرف سے عطا کیا جاتا ہے اس لئے جماعتی عہدہ داروں کو ان کے حقوق کی طرف متوجہ کرنے کا مقصد امانت کے مضمون کو کھینچ تان کر پورا کرنا نہیں۔ بلکہ اصل امانت اور اس کی ادائیگی یہی ہے۔ اسی امانت کو تمام تر توجہ سے اور تمام باریکیوں سے ادا کرنا ہی امانت کے حقیقی معنی ہیں۔ اور یہی وہ امانت ہے جس کو خدا تعالیٰ نے زمینوں اور آسمانوں اور پہاڑوں کے سامنے پیش کیا لیکن انہوں نے اسے اٹھانے سے انکار کر دیا۔ لیکن خدا کے بندے نے اس بوجھ کو آگے بڑھ کر اٹھالیا۔ اس سے بات واضح ہوتی ہے کہ کیوں خدا تعالیٰ نے امانت کے حق پر اتنا زور دیا ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم جب آپس میں خیانتیں کرو گے تو پھر دینی معاملات میں بھی خیانت کرنے لگ جاؤ گے۔ ہمیں اس امانت کی مستقل طور پر حفاظت کرنی ہوگی۔ اس لئے جماعت کے عہدیداروں کو بار بار اس طرف توجہ دلانی ہوگی ہمیشہ سے یہ بات موجود ہے کہ باتوں کو بار بار دہرایا جاتا ہے۔ یہ انسانی فطرت ہے۔ کہ اس کی توجہ مستقل طور پر ایک طرف نہیں رہتی۔ وہ بات کو سنتا ہے اور بھول جاتا ہے۔ پس جب تک اسے بار بار تکرار سے سنایا نہ جائے اس کی توجہ اس کی طرف قائم نہیں رہتی۔ حضرت صاحب نے فرمایا اس لئے میں ضمناً ان باتوں کو بھی دہراؤں گا۔ جو پہلے بیان ہو چکی ہیں۔

حضرت صاحب نے شعبہ اشاعت کی مثال کو دہراتے ہوئے فرمایا کہ دنیا بھر میں جماعت احمدیہ خدا کے فضل سے مختلف اقسام کی نمائشوں میں حصہ لیتی ہے۔ کتب کی نمائشوں میں بھی اور دیگر نمائشوں میں بھی۔ چنانچہ بعض اوقات دور دور کے ممالک یہ اطلاع بھیجتے ہیں کہ نمائش قریب آ گئی ہے اس لئے فلاں فلاں کتب لٹریچر سوونیئر وغیرہ فوراً بھجوا دیں۔ اور چونکہ جماعت کے وقار کا سوال ہے۔ لہٰذا اضافی کرایہ خرچ کر کے بذریعہ ہوائی جہاز بھجوا دیں۔ حضرت صاحب نے فرمایا سب سے پہلا سوال تو یہی ہے کہ نمائش کے قریب آکر جماعت کے وقار کا خیال کیوں آیا۔ اس ملک کا نظام کیا کرتا رہا۔ آخر یہ نظام کسی امیر کے سپرد ہیں۔ اس کے تابع مختلف سیکریٹریان ہیں۔ ان کو پہلے کیوں اس طرف توجہ نہیں ہوئی۔

حضرت صاحب نے فرمایا۔ مثلاً ہندوستان کے مختلف صوبوں میں مختلف وقتوں میں ایسی نمائشیں لگتی ہیں۔ اور جہاں جہاں احمدیہ جماعت ان میں حصہ لیتی ہے۔ اور جہاں جہاں بھی ایسی نمائشوں میں حصہ لیا گیا ہے۔ اس کا بہت گہرا اثر ہوا ہے۔ بعض مخالف آئے اور سٹال دیکھا اور ان کی کایا ہی پلٹ گئی۔ ایک متعصب ہندو جو جماعت کو برداشت نہ کرتے تھے۔ کسی اور دلچسپی کی وجہ سے نمائش میں آئے اور گذرتے ہوئے جماعت احمدیہ کے سٹال پر رک گئے۔ اور بڑا سرسری سا مطالعہ جماعت احمدیہ کے لٹریچر کا کیا' اور نہ صرف حیران رہ گئے بلکہ کہا کہ میں تو آپ کے مذہب میں کچھ اور سمجھتا تھا اگر یہ آپ کا مذہب ہے تو محبت کے لائق ہے۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ آخری وقت پر آکر کتب منگوانا کچھ روزمرہ کا رواج سا بن رہا ہے۔ کہ ہندوستان' کینیڈا' امریکہ' جرمنی اور فرانس سے اطلاع آجاتی ہے کہ اتنے کم دن رہ گئے ہیں کہ نمائش کے لئے پورا مواد اکٹھا نہیں کیا جاسکا فوراً چیزیں بھجوا دیں۔ حضرت صاحب نے فرمایا۔ یہ نامناسب ہے۔ یہ بات ہے جو جماعت کے وقار کے خلاف ہے۔ عہدوں کی امانتیں جن کے سپرد ہیں ان کا فرض ہے کہ ان کا حق ادا کریں۔ حضرت صاحب نے فرمایا پہلے تو میں یہ کیا کرتا تھا کہ جلدی یہ اشیاء بھجوا دیا کرتا تھا۔ لیکن اب یہ نہیں ہوگا۔ ہم مرکزی ضروریات پوری کریں گے۔ اس ملک کا مرکز جو ہے وہ کیا کر رہا ہے۔ تمام سیکرٹریان اشاعت کا فرض ہے کہ وہ اشاعت کے ہر موقعہ پر نظر رکھیں اور آگے کی سوچیں کہ فلاں سن میں فلاں بات ہوگی اس کے لئے بروقت اطلاع کریں۔ آخر یہ لٹریچر دنیا میں پھیلانے کے لئے شائع کیا گیا ہے۔ صندوقوں میں بند کر کے رکھنے کے لئے تو نہیں۔ لیکن اب انفرادی طور پر بھجوانے کا سلسلہ بند کر دیا گیا ہے۔

باقی صفحہ 6 پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بشیر الدین احمد سامی لندن

وہ گنجہائے گرانمایہ!

ربوہ کے قیام کے بعد پنجاب کے صحافی نمائندوں کے ساتھ جب حضرت امام جماعت احمدیہ ثانی کی پہلی پریس کانفرنس منعقد ہوئی۔ تو ربوہ ان دنوں چھوٹے چھوٹے خیموں پر مشتمل خانہ بدوشوں کا ایک ڈیرہ تھا۔ معزز مہمانوں کے لئے اس موقع پر ایک بڑا شامیانہ لگایا گیا تھا۔ اور جملہ انتظامات کی نگرانی مکرم سید محمود اللہ شاہ صاحب ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام ہائی سکول کے سپرد تھی۔ مکرم ہیڈ ماسٹر صاحب نے اپنی مدد کے لئے دسویں جماعت کے طلباء کو اپنے ساتھ رکھا۔ اس کلاس میں نسبتاً میں سب سے چھوٹا یا کہہ لیجئے خاموش طبع تھا۔ ہیڈ ماسٹر صاحب کی جب نظر مجھ پر پڑی تو بلایا اور فرمایا کہ حضرت صاحب کی میز پر تم سروس کرو گے۔ اس اچانک سعادت کے حصہ میں آنے کی وجہ سے پیشانی پسینہ سے بھیگ گئی۔ میری اس گھبراہٹ کے باوجود ہیڈ ماسٹر صاحب نے مجھ سے حضرت صاحب کے سامنے پھل وغیرہ اور دوسری چیزیں چنوا دیں۔ حضرت صاحب مہمانوں سے گفتگو فرماتے رہے۔ اور نمائندگان کے استفسار پر جوابات عطا فرماتے رہے اس موقع پر جناب عبد المجید سالک صاحب ہی پیش پیش تھے جن کی زبان حضرت صاحب۔ حضرت صاحب کہتے ہی نہ تھکتی تھی۔ کھانے سے فارغ ہوئے تو حضرت صاحب اخبار نویسوں کو لے کر ربوہ کی فضاء دکھانے کے لئے پہاڑیوں کی طرف چل پڑے۔ اور فرما رہے تھے کہ اس کلر زدہ وادی اور چٹیل پہاڑیوں کو ہم (اللہ نے چاہا تو) ہرا بھرا کر دیں گے۔ یہ ساری باتیں اخبار نویس بڑی دلچسپی سے سن رہے تھے۔ اور سوچتے بھی ہوں گے کہ حضرت مرزا صاحب یہ سب کچھ کیا فرما رہے ہیں اور یہ سب کچھ کیسے ممکن ہے۔ کلر اور دھول سے اٹی ہوئی بے آب وگیاہ وادی کیسے گل و گلزار ہو گی۔ انہیں لگتا ہو گا کہ یہ ساری باتیں اسی دھول میں گم ہو جائیں گی۔ لیکن آج یہ وہی ربوہ ہے۔ جو ہر زائر کے لئے حد نظر تک سر سبز و شاداب نظر آتا ہے۔

مکرم شاہ صاحب کی شفقت تھی کہ انہوں نے مجھے ملازمت کے لئے کراچی بھجوا دیا۔ وہاں جاکر بھی یہی دیکھا کہ اسی ایک شمع کے گرد، صحافیوں۔ ادیبوں شاعروں اور دانشوروں کا جمگھٹا رہتا تھا۔ اور ہر قسم کا فیض بھی وہ پاتے تھے۔ حضرت صاحب کی مجلس میں ان حضرات کو مشاعرہ پڑھتے میں نے خود بھی سنا تھا۔ جن میں ظریف جبلپوری۔ ادیب سہارنپوری صہبا اختر جیسے نامور شعراء اور ادیب شامل ہوا کرتے تھے۔ جہاں ایسے ایسے دانشور ان کی شفقتوں اور عنائتوں کے بھوکے پیاسے رہے ہوں' وہاں مجھ جیسے ناچیز بھلا ایسی صحبتوں کے چند لحات پر کیوں نہ اترائیں۔

کراچی میں قیام کے دنوں مکرم مرزا عبد الرحیم بیگ صاحب کی قیادت میں مجلس عاملہ کے چند خدام کو حضرت صاحب کے ساتھ ان کی کھانے کی میز پر دعوت کا شرف حاصل ہوا۔ ہم کھانے کی میز پر بیٹھے تھے۔ اور منتظر تھے کہ ہمارے پیارے آقا کی آمد آمد ہے۔ آپس میں ہم سرگوشیاں بھی کر رہے تھے کہ اتنے میں ڈائننگ روم کا پردہ سرکا اور ایک لمحہ بھر کی سرعت کے ساتھ حضرت صاحب ہمارے درمیان تشریف فرما تھے۔ پاؤں میں چونکہ جوتا بھی نہیں پہن رکھا تھا۔ اس لئے بھی آمد کا احساس نہ ہو سکا۔ دوسرا جو کرسی حضرت صاحب کے لئے مخصوص تھی اس جگہ وہ نہیں بیٹھے بلکہ خدام کے درمیان میں ایک کرسی پر تشریف فرما ہو گئے۔ یوں عاجز نے خود کو حضرت صاحب کے سامنے والی کرسی پر پایا۔ ہماری حالت کچھ عجیب سی تھی آداب کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ انہوں نے بیٹھنے کا ارشاد فرمایا اور کھانا شروع ہوا۔ ہماری ہچکچاہٹ وہ بخوبی بھانپ رہے تھے۔ اس لئے ہمیں بے تکلفی سے کھانے کے لئے فرمایا۔ ایسے میں ہم نے کہاں تک کھایا یہ ہم ہی جانتے ہیں۔

اسی طرح ایک اور ملاقات کا چسکا بھی بدستور قائم ہے۔ یہ ان دنوں کی بات ہے جب المصلح روزنامہ اخبار کے طور پر چھپ رہا تھا۔ اس اخبار کی انتظامیہ خدام الاحمدیہ کراچی تھی۔ خدام نے اخبار کو روزنامہ تو بنا دیا۔ لیکن وسائل اتنے محدود تھے۔ کہ اس کی مارکیٹنگ کی کوئی صورت نہ تھی۔ اور مجلس پر اخراجات کا بوجھ بڑھتا جا رہا تھا۔ حضرت صاحب جب ربوہ سے کراچی تشریف لائے تو مکرم مرزا عبد الرحیم بیگ صاحب نے اس سلسلہ میں مشورہ حاصل کرنے کا پروگرام بنایا۔ مکرم چوہدری عبد اللہ خان صاحب امیر جماعت۔ مکرم ملک مبارک احمد صاحب۔ مکرم چوہدری عبد المجید صاحب اور خاکسار کو ساتھ لیا اور حاضر خدمت ہو گئے۔ دل میں ڈرتے تھے کہ جس ولولہ سے اخبار کو روزنامہ نیوز پیپر بنایا ہے۔ اس پر پورا اترنا اب مالی وسائل کے لحاظ سے تو ممکن نہیں رہا تھا۔ کس دل گردے سے حضرت صاحب کی خدمت میں عرض کریں گے۔ لیکن جب مکرم مرزا عبد الرحیم بیگ صاحب نے اپنا عندیہ عرض کر دیا تو حضرت صاحب نے فرمایا کہ کس حکیم نے کہا ہے کہ زیر باری قبول کرتے رہو اور اخبار کو چھاپتے رہو۔ بس یہ سننا تھا ہماری جان میں جان آئی اور چند منٹوں میں یہ ملاقات ختم ہوئی۔ حساب کتاب کے جو بستے ہم ساتھ لے گئے تھے اسی طرح بند کے بند لے کر واپس ہوئے۔ تھوڑا اور آگے چلتا ہوں۔

1954ء میں حضرت امام جماعت احمدیہ ثانی پر چاقو سے حملہ ہوا اور مارچ 1955ء میں علاج کے لئے انگلستان جاتے ہوئے کراچی میں قیام فرمایا۔ یہ وہ زمانہ تھا۔ جب کراچی میں اچھی رہائش ایک عظیم مسئلہ تھا۔ باوجود کوشش کے جماعت احمدیہ کراچی کوئی حسب منشاء رہائش کا انتظام نہ کر سکی۔ مجبوراً کراچی شہر سے دور مالیر کی بستی میں قیام کا بندوبست ہو سکا۔ یہ علاقہ شہری آبادی سے بالکل الگ تھلگ تھا۔ وہاں گرینڈ ہوٹل کے عقب میں ایک بہت بڑی حویلی تھی۔ اس حویلی میں داخل ہو کر یوں لگتا تھا جیسے مدتوں اس میں کوئی رہا نہ ہو۔ صحن کی بے ترتیبی۔ در و دیوار کا سبزہ یہ سب اس حویلی کی سنسانی کا پتہ دینے والے مناظر تھے۔

حضرت صاحب جب بھی کراچی تشریف لاتے تو جملہ انتظامات خدام الاحمدیہ کے سپرد ہوا کرتے تھے۔ مکرم مرزا عبد الرحیم بیگ صاحب قائد تھے خاکسار ان کے ساتھ معتمد تھا۔ اس لحاظ سے انتظام اور رابطہ کے لئے فرائض میں اور بھی اضافہ ہو جاتا تھا۔ حضرت صاحب کا قیام چونکہ کراچی شہر سے دور دراز علاقہ میں تھا۔ اور اس دور میں آمد و رفت کے ذرائع بھی محدود تھے۔ شاذ شاذ ہی احباب کے پاس اپنی سواری ہوا کرتی تھی۔ حسب معمول اپنے دنیاوی کام کاج سے فارغ ہو کر اپنے ایک رفیق مکرم عبد المجید بٹ صاحب برادر اصغر مکرم مولوی عبد الحکیم اکمل صاحب مربی سلسلہ ہالینڈ کے ہمراہ ہم رہائش گاہ واقعہ مالیر کی طرف جا رہے تھے کہ محسوس کیا کہ اس شاہراہ پر دونوں جانب فاصلے فاصلے پر پولیس کے سپاہی تعینات ہیں۔ حیران ہو رہے تھے کہ عام طور پر اس قسم کے حفاظتی انتظام حکومت کے سربراہان کے لئے ہی مخصوص ہوتے ہیں۔ جوں جوں ہم آگے بڑھتے گئے۔ حفاظتی انتظامات رہائش گاہ تک پھیلے ہوئے پائے۔ پولیس کے منتظمین اس حویلی کے اندر باہر بھی مستعد نظر آئے۔ خدام بھی چاک و چوبند تھے۔

حضرت صاحب کی رہائش اوپر کی منزل پر تھی۔ ملاقات کے لئے نچلے حصے میں ایک کمرہ مخصوص تھا۔ عام۔ سادہ سا کمرہ۔ جس میں کرسیاں بچھی تھیں۔ مکرم عبد الرحیم درد صاحب بھی اس موقع پر اپنی دانشمندیوں اور فراستوں کو اپنی سادگی میں چھپائے چھپائے پھرتے تھے۔ بوجہ علالت یہ پہلا موقع تھا کہ حضرت صاحب کو اوپر کی منزل سے نیچے لایا گیا۔ آپ سفید عمامہ۔ سفید قمیص شلوار کوٹ زیب تن فرمائے ہوئے تھے اور حسب معمول ہاتھ میں چھڑی تھی۔ حالانکہ چند روز قبل جب جماعت نے صدر ریلوے اسٹیشن پر استقبال کیا تھا۔ تو آپ شب خوابی کے لباس میں تھے۔ کمبل سے گھٹنے ڈھکے ہوئے تھے۔ سر پر گرم سکارف تھا۔ جو کانوں کو ڈھانپتے ہوئے نیچے تک سرک گیا تھا۔ اور کار تک لیجانے کے لئے وہیل چیئر لائی گئی تھی۔ چند لمحے ہی گزرے تھے۔ کہ جناب غلام محمد صاحب گورنر جنرل پاکستان کی سیاہ فلیگ کار اس حویلی میں داخل ہوئی۔ گیٹ پر موجود خدام نے سیلوٹ کیا جس کا انہوں نے ہاتھ کے اشارے سے جواب دیا۔ کار استقبالیہ کمرہ کے سامنے رو کی گئی۔ مکرم درد صاحب اس معزز مہمان کے استقبال کے لئے آگے تشریف لائے۔ گورنر جنرل سوٹ میں ملبوس تھے جناح کیپ پہن رکھی تھی۔ اور کار کی پچھلی نشست پر بیٹھے ہوئے تھے۔ چہرہ پر سنجیدگی اور وقار تھا۔ اور نظریں اشتیاق سے لبریز تھیں۔ خاکسار نے حضرت صاحب کی طرف نگاہ ڈالی۔ تو آپ کی پیشانی پر صحت مندانہ روپ نکھرا ہوا نظر آیا۔ گورنر جنرل کی کار کا دروازہ ملٹری ایڈیز نے کھولا۔ اور دونوں شانوں اور بازوؤں سے تھام کر جناب غلام محمد صاحب کو اپنی نشست سے اٹھایا۔ جسم میں لرزہ تھا۔ کھڑا ہونے کی سکت نہ تھی۔ پاؤں زمین پر ٹکتے نہ تھے۔ قد لانبا۔ مگر کوئی جھول نہ تھی۔ منہ سے پانی اور جھاگ سی نکلتی تھی۔ جسے ایڈیز سفید رومال سے صاف کر رہے تھے۔ یہ نحیف و نزار مہمان' آج اپنے چند لڑھکتے ہوئے قدموں کے ساتھ حضرت امام جماعت احمدیہ ثانی کے سامنے تیمارداری کے لئے حاضر تھا۔ اس پر رقت طاری تھی۔ استقبالیہ کمرہ کی خاموشی میں ڈوبی ہوئی کئی ہلچلوں کی دھوم باہر تک سنائی دے رہی تھی۔ اس کیفیت میں کہاں تک لب ہلے۔ اگر ہلے بھی تو ذرہ سی جنبش نے نجانے جذب و شوق کی کتنی داستانیں کہہ ڈالی ہوں گی۔ چند ساعتوں کی یہ ملاقات پلک جھپکتے ختم ہو گئی۔ حضرت امام جماعت احمدیہ کا یہ بیمار اور بے کس تیماردار جن سہاروں اور جن لڑھکتے قدموں سے حاضر خدمت ہوا تھا۔ انہی پر واپس اپنی شاہی سواری میں بٹھا دیا گیا۔ چہرہ پر بلا کی خاموشی۔ سنجیدگی متانت۔ اور گہری اداسیوں کے آثار نمایاں تھے۔ یوں لگتا تھا۔ جیسے اپنی آس اور پیاس بجھا کر اس اطمینان کو پا لیا ہے جو نہ حاصل ہوتا تو اسے حسرت ہی رہ جاتی۔

جذب و شوق۔ افسردگی و یاس میں ڈوبی ہوئی اس تاریخی ملاقات کا منظر جب بھی آنکھوں کے سامنے گھوم جاتا ہے۔ تو دل سے اک ہوک سی اٹھتی ہے۔

واہ! کس قدر روح پرور نظارہ تھا
آہ! کس قدر دلخراش جدائی تھی

جناب غلام محمد صاحب صبح سے ہی عیادت کے لئے بے تاب تھے۔ حضرت امام جماعت کا بے حد اصرار تھا کہ اپنی صحت کا خیال کریں۔ اور تکلیف نہ اٹھائیں۔ لیکن جناب غلام محمد صاحب کی بھی اپنی ایک ضد تھی۔ کہ وہ آئیں گے۔

باقی صفحہ 6 پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ابن العطاء

میرا کالم

اپنے اس کالم میں میں ان تمام ماؤں کو سلام کرنا چاہتا ہوں جو اپنے گھر کے کام کاج کی مصروفیات کے باوجود اپنے بچوں کی تربیت کی طرف دھیان دیتی ہیں اور انہیں بچپن ہی سے ایک اچھا احمدی بنانے کی کوشش کرتی ہیں۔ اچھی اچھی باتیں سناتی ہیں۔ اچھے اچھے اشعار یاد کراتی ہیں۔ یہ ان باتوں کے علاوہ ہے جو کلام الٰہی کے سلسلے میں ان سے کہنے کی ضرورت ہوتی ہے۔

میں کسی زمانے میں محترم مولانا ابو العطا صاحب اور محترم سیٹھ محمد اعظم صاحب اور بعض دیگر دوستوں کے ساتھ صبح کے وقت فجر کے معاً بعد سیر کے لئے جایا کرتا تھا۔ اس سیر میں بڑی دلچسپ باتیں ہوا کرتی تھیں کئی لاینحل مسائل حل ہو جاتے تھے۔ اور طبیعت میں بشاشت پیدا ہوتی تھی۔ مجھ جیسوں کو اس بات پر بھی فخر کا موقعہ ملتا تھا کہ حضرت مولانا ابو العطا صاحب جیسی عظیم شخصیت کے ساتھ گھومنے پھرنے کا موقعہ ملتا ہے۔ جب وہ نہ رہے تو سیر بھی بند ہو گئی۔ ایک لمبے عرصے تک یہی خیال رہا کہ جب ان جیسے بزرگ اور دوست موجود نہیں ہیں جن کے ساتھ سیر کی جائے تو سیر کا کیا فائدہ۔ لیکن پھر کسی نے اس بات پر اصرار کیا کہ سیر صحت کے لئے اچھی ہونے کی وجہ سے آپ ضرور سیر کیا کریں اور میں نے اکیلے ہی ربوہ کی بعض سڑکوں پر چکر لگانا شروع کر دیا۔ اس سیر کے دوران مجھے احساس ہوا کہ جس طرح اُس سیر کا ایک خاص لطف تھا اِس سیر کا بھی ایک خاص لطف ہے۔ اِس سیر کا لطف یہ ہے کہ راستے میں دوست ملتے ہیں تو وہیں کھڑے ہو کر ان کے ساتھ کچھ یادیں تازہ کی جاتی ہیں پھر سارے راستے میں مجھے جہاں بھی کوئی چھوٹا بچہ ملتا ہے میں اسے سلام کرتا ہوں اس سے مصافحہ کرتا ہوں۔ اس سے باتیں کرتا ہوں۔ اس سے پوچھتا ہوں کہ وہ سکول جاتا ہے کہ نہیں۔ پڑھتا ہے تو کون سی کتاب پڑھتا ہے۔ کس مضمون میں اسے زیادہ دلچسپی ہے۔ اور پھر ہر بچے سے یہ کہتا ہوں کہ اپنی پڑھائی کی طرف خاص طور پر توجہ دو کیونکہ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے فرمایا ہے کہ ان کے پیروکار بہت زیادہ علم حاصل کریں گے اور دوسرے لوگوں سے آگے بڑھ جائیں گے۔ میں یہ بات دو تین دفعہ کہتا ہوں تاکہ بچے کے ذہن نشین ہو جائے۔ اور بچے واقعی اس بات کو پیش نظر رکھتے ہوئے اپنی تعلیم میں پہلے سے زیادہ بہتر طریق پر مشغول ہو جائیں۔

ایک دن میں نے دو بچوں کو جنہوں نے اپنے بستے اٹھائے ہوئے تھے' بلایا انہیں سلام کیا ان سے ہاتھ ملایا اور ان سے پوچھا کچھ یاد ہے تو مجھے سنائیں۔ خاموش رہے میں نے کہا کوئی انگریزی کی نظم یاد ہے۔ کیونکہ عام طور پر چھوٹے چھوٹے بچے جو اچھے سکولوں میں پڑھتے ہیں انہیں انگریزی کی نظمیں یاد ہوتی ہیں کہنے لگے کوئی نہیں۔ میں نے کہا کون سی کلاس میں پڑھتے ہو۔ کہنے لگے پانچویں میں۔ عجیب بات ہے پانچویں میں پڑھتے ہو اور نظم کوئی یاد نہیں کہنے لگے اردو کی نظمیں تو بہت یاد ہیں۔ میں نے کہا سناؤ۔ تو میں آپ کو کیا بتاؤں کہ انہوں نے میرے دل کی کیفیت کیا کر دی۔ ان میں سے ایک بچے نے حضرت امام جماعت الرابع کی وہ نظم جس میں سندر بستی اور سندر گھر کا ذکر ہے مجھے سنانی شروع کر دی۔ شائد آپ اندازہ نہ کر سکیں کہ اس وقت میرے دل کی کیفیت کیا تھی۔ میں ان بچوں کی ماؤں کے لئے دعائیں کر رہا تھا اور اسی وقت میرے دل میں تمام ایسے بچوں کی ماؤں کے لئے دعائیں نکلیں جو اپنے بچوں کو حقیقی طور پر احمدیت کے ساتھ لگاؤ پیدا کرنے میں مدد دیتی ہیں۔ اس چھوٹے بچے کا یہ نظم سنانا میرے لئے انتہائی خوشی کا باعث تھا۔ میں احمدیہ جماعت کی تمام ایسی ماؤں کو سلام کرتا ہوں جو اپنے بچوں کو بچپن ہی سے صحیح راہ پر لگاتے ہوئے احمدیت سے محبت اور پیار اور خلوص کا سبق دیتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں اجر عظیم عطا فرمائے۔

دعا کو مضبوطی سے پکڑ لو۔ میں یقین رکھتا ہوں اور اپنے تجربہ سے کہتا ہوں کہ پھر اللہ تعالیٰ ساری مشکلات کو آسان کر دے گا۔ لیکن مشکل یہ ہے کہ لوگ دعا کی حقیقت سے ناواقف ہیں اور وہ نہیں سمجھتے کہ دعا کیا چیز ہے۔ دعا یہی نہیں ہے کہ چند لفظ منہ سے بڑبڑا لیے۔ یہ تو کچھ بھی نہیں۔ دعا اور دعوت کے معنی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کو اپنی مدد کے لئے پکارنا۔ اور اس کا کمال اور مؤثر ہونا اس وقت ہوتا ہے جب انسان کمال درد دل اور قلق اور سوز کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرے اور اس کو پکارے ایسا کہ اس کی روح پانی کی طرح گداز ہو کر آستانہ الوہیت کی طرف بہہ نکلے یا جس طرح پر کوئی مصیبت میں مبتلا ہوتا ہے اور وہ دوسرے لوگوں کو اپنی مدد کے لئے پکارتا ہے تو دیکھتے ہو کہ اس کی پکار میں کیسا انقلاب اور تغیر ہوتا ہے۔ اس کی آواز ہی میں وہ درد بھرا ہوا ہوتا ہے جو دوسروں کے رحم کو جذب کرتا ہے۔ اسی طرح وہ دعا جو اللہ تعالیٰ سے کی جاوے۔ اس کی آواز' اس کا لب و لہجہ بھی اور ہی ہوتا ہے۔ اس میں وہ رقت اور درد ہوتا ہے جو الوہیت کے چشمۂ رحم کو جوش میں لاتا ہے۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 149)

اظہر محمود ناصر۔ سول انجینئر

کوبے کا زلزلہ

17۔ جنوری 1995ء صبح 5 بج کر 46 منٹ پر جاپان کے شہر کوبے میں دوسری جنگ عظیم کے بعد پہلی مرتبہ کسی گنجان آباد صنعتی شہر میں اتنا بڑا زلزلہ آیا کہ لوگ تباہی کے لحاظ سے ایک لمبا عرصہ اسے یاد رکھیں گے۔

سول انجینئرز کا خیال ہے کہ عمارات کی اتنی زیادہ تباہی یقیناً انہیں آئندہ بہتر سٹرکچرز کی ڈیزائن کی طرف متوجہ کرے گی۔ ماہرین کے لئے یہ ایک سبق ہے۔ تقریباً پانچ ہزار دو سو پچاس افراد کی موت اور ایک سو پچاس بلین ڈالر کی تباہی پچھلے کئی ریکارڈ توڑ گئی ہے۔ ماہرین بعض مقامات پر مقامی انجینئرز کی کوتاہیوں کو بھی مورد الزام ٹھہراتے ہیں۔ ایک تو انہوں نے مٹی کی ساخت کو پہچاننے میں غلطی کی دوسرا اتنے بڑے زلزلہ کی آمد کو مد نظر نہیں رکھا۔ جاپانی پیمانوں کے مطابق رچر سکیل پر 7.2 کا ھندسہ تھا۔ جبکہ 100 سینٹی میٹر فی سیکنڈ کی رفتار پیمانے نے بتائی۔

نیشنل سائنس فاؤنڈیشن نے ایک سروے کیا اور تباہ شدہ سڑکوں عمارات اور پلوں سے کچھ نتائج مرتب کئے۔ 120 میٹر سے زیادہ لمبا کوبے کا ریلوے اسٹیشن تباہ ہوا جس کی دوبارہ تعمیر تقریباً ایک سال میں مکمل ہو گی۔ قریبی ایک اور اسٹیشن جو کہ کنکریٹ بکس کی شکل کا ہے 17 میٹر چوڑا اور 7 میٹر اونچا ہے اس کے اندرونی حصوں میں خاصی دراڑیں آئیں تقریباً ڈیڑھ ماہ کی کوشش کے بعد دوبارہ چالو ہو گیا ہے۔ جاپانی انجینئرز ایک بات پر بہت زیادہ زور دیتے ہیں کہ 1981ء کے بعد بننے والی ایسی تمام عمارات جو کہ انجینئرز کی زیر نگرانی تعمیر ہوئی ہیں ان میں سے ایک بھی تباہ نہیں ہوئی ہے۔ تقریباً 8 لاکھ عمارات میں سے 4 سے 8 ہزار عمارات۔ 50 فی صد تباہی کا شکار ہوئی ہیں۔ بعض عمارت ٹیڑھی ہو گئی ہیں اگرچہ گرنے سے بچ گئی ہیں۔

دنیا کا سب سے بڑا ہوا میں معلق تاروں سے بنا ہوا پل جو کہ 3910 میٹر لمبا ہے 1988ء سے زیر تعمیر ہے' خیال تھا کہ 1998 تک مکمل ہو جائے گا' بہت خوش قسمتی ہے کہ اس پل کو اتنا زیادہ نقصان نہیں پہنچا اور خیال ہے کہ ٹارگٹ مدت میں یہ مکمل ہو جائے گا۔ پچھلے پانچ سال میں تعمیر شدہ پل خاصی بڑی تباہی سے تو بچ گئے ہیں لیکن پھر بھی انہیں نقصان ضرور پہنچا ہے۔ پانی اور گیس کی پائپ لائنیں بھی نقصان کی زد میں آئی ہیں 23۔ جنوری تک بجلی کی بحالی تو عمل میں آگئی تھی لیکن بہت سے لوگوں کو اپریل تک گیس نہیں بحال ہوئی تھی۔

القصہ کوبے کا زلزلہ انجینئرز کو بہت کچھ نئی باتیں سکھا گیا ہے۔

گزرے وقتوں کو دہرانا اچھا لگتا ہے
ماضی سے دل کا بہلانا اچھا لگتا ہے
آج کی باتیں' کل کے باسی سینے سے چمٹائیں گے
لوگوں کو یہ بات بتانا اچھا لگتا ہے

ابوالاقبال

ہفت روزہ ٹروتھ نائیجیریا۔ 12۔ جنوری 1962ء

ہماری تاریخ

the TRUTH 12-1-1962
THE FIRST [redacted] NEWSPAPER IN NIGERIA

اگرچہ ہفتہ وار ٹروتھ کے ۱۲۔ جنوری ۱۹۶۲ء کے شمارے میں حضرت مرزا شریف احمد صاحب کی رحلت کی خبر شائع کر دی گئی تھی۔ لیکن چونکہ وہ ایسے وقت میں موصول ہوئی تھی۔ جبکہ پرچہ چھپ رہا تھا۔ اس لئے وہ نہایت اختصار کے ساتھ اعلان کی صورت میں شائع کی جا سکی۔ ۱۹۔ جنوری ۱۹۶۲ء کے پرچے میں صفحہ اول پر یہ خبر اس طرح شائع ہوئی۔

"دی ٹروتھ کے اس سے پہلے شمارے میں ہم نے دلی افسوس کے ساتھ حضرت مرزا شریف احمد صاحب جو حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے سب سے چھوٹے فرزند تھے کی رحلت کی خبر شائع کی تھی۔ آپ ایک لمبے عرصے سے علیل تھے اور حقیقت تو یہ ہے کہ گذشتہ ۲۰۔ سال میں کئی دفعہ حالت ایسی ہو گئی کہ گویا اب صحت نہ ہو سکے گی۔ اور یہی ان کی زندگی کا آخری دن ہو گا۔ لیکن چونکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کو بتایا ہوا تھا کہ حضرت مرزا شریف احمد صاحب امید سے زیادہ لمبا عرصہ زندہ رہیں گے آپ ہر دفعہ صحت یاب ہو جاتے رہے۔ جن دوستوں کو حضرت مرزا شریف احمد صاحب کو قریب سے دیکھنے کا موقعہ ملا وہ خوب جانتے ہیں کہ آپ ایک نہایت سادہ اور آسانی سے مل سکنے والے بزرگ تھے۔ حدیث سے آپ کو محبت تھی اور وہ خدا تعالیٰ کے فضل سے حدیث کے مضمون میں خاصے عالم مانے جاتے تھے۔ آپ ایک نہایت خاموش کارکن تھے جنہوں نے احمدیہ جماعت کی خدمات کے لئے اپنے آپ کو وقف کر رکھا تھا۔ سب سے پہلے آپ کو خدمت کا وہ موقعہ ملا جب جماعت کے ایک حصے نے لاہور میں اپنا مرکز بنا لیا۔ آپ نے ہر ممکن کوشش کی اور اسے مہم کے طور پر چلایا کہ جماعت اکٹھی رہے اور اس میں کسی قسم کا تفرقہ نہ آئے۔ بعد ازاں آپ عمر کے آخری حصہ میں سلسلے کی خدمات مختلف دفاتر میں بطور ناظر کام کرتے رہے۔ آپ کے پاس وفات کے وقت اصلاح و ارشاد کا شعبہ تھا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Grace from Above

My heart is full of praise and love
For the grace that comes from far above
And it wraps you up in a lovely way
What's it like ? you cannot say
You feel it all around your place
It fills the earth, the skies, the space
It gives you comfort, ease and rest
It fills your life with all the best
'Tis this that I have seen so far
Like this my days have been and are
A frail and feeble man like me
Whose words and deeds could never be
That grace which comes from far above
And loves the humans and makes them love
Has been with me for sixty years
I praise my Lord with smiles and tears
My smiles are made up of ease and rest
My tears are tears of love at best ,

(SONGS OF THE SOUL)

اوپر سے آنے والا فضل

میرا دل حمد اور محبت سے معمور ہے اس فضل کے لئے جو اوپر سے آتا ہے اور آپ کو ایک نہایت محبت بھرے طریق پر ڈھانپ لیتا ہے۔ یہ کیا ہوتا ہے۔ یہ کہنا مشکل ہے۔ کہا نہیں جاسکتا۔ اسے آپ اپنے دل میں محسوس کرتے ہیں۔ یہ زمین کو اور آسمانوں کو اور خلاء کو بھر دیتا ہے۔ یہ آپ کو آرام پہنچاتا ہے اور راحت کا سامان بنتا ہے۔ اور ہر وہ چیز جو اچھی ہے وہ آپ کی زندگی کا حصہ بنا دیتا ہے۔ یہی وہ بات ہے جو میں نے آج تک دیکھی ہے۔ میرے دن اسی طرح گزرے ہیں اور اسی طرح گذر رہے ہیں۔ میں ایک کمزور سا انسان ہوں جس کے اقوال اور افعال کچھ معنے نہیں رکھتے۔ وہ فضل جو بہت دور آسمانوں سے اور اوپر سے آتا ہے۔ اور جو بنی نوع انسان سے محبت کرتا ہے۔ اور ان کے دل میں محبت کے جذبات پیدا کرتا ہے۔ میرے پاس ساٹھ سال سے موجود ہے میں اپنے آقا کی حمد کرتا ہوں اور یہ حمد تبسم سے بھی ہوتی ہے اور اشکوں سے بھی۔ میرا تبسم میرے آرام اور میری راحت کا نتیجہ ہے۔ اور جہاں تک میرے اشکوں کا تعلق ہے یہ محبت کا مظہر ہے۔

بقیہ صفحہ 3

حضرت صاحب نے لندن میں ہونے والے کاموں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:۔

یہاں اکثر کام رضاکارانہ طور پر ہو رہے ہیں یہاں مستقل کام کرنے والے واقف زندگی زیادہ نہیں ہیں۔ اشاعت کا شعبہ مولوی منیرالدین شمس صاحب کے سپرد ہے۔ وہ سالہا سال اکیلے بغیر کسی معاون کے کام کرتے رہے ہیں۔ آخر میں نے کہا یہاں کی جماعت میں کام کرنے کا اچھا مادہ ہے۔ اس لئے اپنی ٹیمیں خود بنائیں۔ چنانچہ بڑی اچھی ٹیمیں بننی شروع ہوئیں اور بڑا اچھا کام شروع ہو گیا۔ لیکن رضاکارانہ طور پر کام کرنے والوں پر ایک حد تک ہی بوجھ ڈالا جا سکتا ہے دوسرے ملکوں میں بھی اگر اسی طریق پر کام ہو تو بہت اچھے رضاکار مل سکتے ہیں۔

حضرت صاحب نے فرمایا اشاعت کا کام یہ ہے کہ کتابوں کی تقسیم کا انتظام کرے۔ یہ دیکھے کہ ضرورت کہاں کہاں ہے۔ سٹاک کا پہلے سے اندازہ رکھیں اور اس رفتار کا اندازہ رکھیں جس سے یہ سٹاک ختم ہو رہا ہو۔ اگر اچانک کتب مانگیں گے تو ممکن ہے یہاں بھی سٹاک ختم ہو رہا ہو۔ اس لئے ختم ہونے سے پہلے ہی مزید طلب کرنے کا عندیہ دیں۔

(یہ حضرت صاحب کے خطبہ کا ایک حصہ ہے۔)

بقیہ صفحہ 4

چنانچہ عزم و استقلال کے اس پیکر نے اپنی تمام خستہ حالیوں کے باوجود' تیمارداری کا شوق پورا کیا۔ کتنی پیاری تھی وہ ضد' جس نے حسرت مٹا کر ہی دم لیا۔

حق مغفرت کرے عجب آزاد مرد تھا

حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی جب انگلستان سے واپس کراچی تشریف لائے تو ان کی اپنی کوٹھی تعمیر ہو چکی تھی۔ واپسی کا پروگرام کسی قدر سرعت اور خاموشی میں طے پایا تھا۔ اس موقع پر خاکسار کے سپرد جماعت کراچی کی طرف سے دو اہم ذمہ داریاں عائد ہوئیں۔ اول یہ کہ حضرت صاحب کی سفر سے بخیریت واپسی کے لئے دو بکرے جماعت کی طرف سے صدقہ کئے جائیں۔ چنانچہ خاکسار چند خدام کے ساتھ بکرا پیڑھی گیا اور زندگی میں یہ پہلا موقع تھا کہ اپنے ہاتھ سے دو جانور صدقہ کے لئے ذبح کئے اور پھر گوشت مستحقین میں تقسیم کروایا۔ وقت اتنا کم تھا کہ شام کی پرواز سے حضرت امام جماعت ثانی کی تشریف آوری تھی۔ اور جماعت کے درجن بھر کارکنان خدام چوہدری عبداللہ خان صاحب کی معیت میں استقبال کے لئے ایئرپورٹ پر جا چکے تھے۔ خاکسار کے سپرد چونکہ رہائش گاہ کی دیکھ بھال کے اہم انتظامات کر دیئے گئے تھے۔ اور مستعد خدام کا ایک گروپ بھی ساتھ تھا اس طرح یہ دونوں ذمہ واریاں مختصر وقت میں خوش اسلوبی سے طے پائیں۔

حضرت صاحب جب واپس تشریف لائے تو صحت اچھی تھی۔ اور معمول کے مطابق مصروفیت اور ملاقاتیں شروع ہو گئیں۔ ایک روز خاکسار جب اپنے فرائض کی ادائیگی کے لئے قیام گاہ پر پہنچا تو دیکھا کہ مولوی عبدالحق صاحب بابائے اردو انتظار گاہ میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ مولوی صاحب کی زندگی کا یہ بہت نازک دور تھا۔ تجبر دانہ زندگی۔ عمر کے تقاضے۔ اردو کالج اور ٹرسٹ کے تعلقات میں کشیدگی یہ ساری باتیں یکدم ان کی شخصیت پر براہ راست اثر انداز ہو رہی تھیں۔ مالی حالت اس جگہ جا پہنچی تھی۔ جہاں سے شروع ہوئی تھی۔ یعنی نان نفقہ کا بندوبست جب بھی (بواسطہ چوہدری ظفراللہ خان صاحب) جماعت احمدیہ نے کیا تھا۔ اور مولوی صاحب کو اپنی علمی استعدادوں کو اردوئے معلیٰ کی خدمت کے لئے یکسوئی کے ساتھ ابھرنے کا موقع فراہم کیا تھا تاوہ اپنی ذہانتوں کو قلم کے ذریعہ قوم کے سامنے پیش کر سکیں۔ یہی وہ عوامل تھے جو انہیں بابائے اردو کا مقام عطا کر گئے۔ آج پھر ان پر وہی ادبار آن پڑی تھی۔ تنگ دستی دل رفتگی نے ان کا سینہ چھلنی کر رکھا تھا۔ انہیں علم تھا کہ ابتداء میں بھی کس نے ان کے کندھوں پر ہاتھ رکھا تھا۔ اس وقت تو ان کے کندھے جوان اور مضبوط تھے۔ لیکن اب تو یہ کندھے بوڑھے اور نحیف تھے یقیناً عافیت کی ایک ہی جگہ تھی۔ حاجت برآئی۔ دکھ درد کہنے کی ایک ہی جا تھی۔ حضرت امام جماعت ثانی کی شفقتوں اور عنایتوں کو وہ کب بھولے تھے۔ آج پھر وہی کشش انہیں اس دربار میں لے آئی تھی اور یوں وہ امام جماعت کی شفقتوں اور عنایتوں سے جھولی بھر کر واپس لوٹے۔

وصایا

ضروری نوٹ

مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جا رہی ہے کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں سے کسی کے متعلق یا کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ یوم کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

سیکرٹری
مجلس کارپرداز

مسل نمبر 30226 میں ماجد احمد جاوید ولد چوہدری عبدالکریم قوم وڑائچ پیشہ ملازمت عمر 53 سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن کیلگری کینیڈا بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 95-3-23 میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی۔ اس وقت میری جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کوئی نہیں ہے۔ اس وقت مجھے مبلغ بارہ سو کینیڈین ڈالر ماہوار بصورت نجی ملازمت مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی 1/10 حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہو گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامتہ ماجد احمد جاوید کیلگری کینیڈا گواہ شد نمبر1 محمد اشرف عارف مربی سلسلہ کینیڈا گواہ شد نمبر2 ملک خالد محمود صدر جماعت احمدیہ کیلگری کینیڈا وصیت نمبر 21247۔

مسل نمبر 30227 میں رفیعہ ماجد جاوید زوجہ ماجد احمد جاوید قوم گورایا پیشہ خانہ داری عمر 48 سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن کیلگری کینیڈا بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 95-3-23 میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ حق مہر تین ہزار روپے وصول شدہ اور زیورات طلائی وزنی سوا بتیس تولہ مالیتی چار ہزار آٹھ سو سینتیس ڈالر بیس ڈالر ماہوار حصہ آمد ادا کرنے کا وعدہ کرتی ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی 1/10 حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہو گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامتہ رفیعہ ماجد جاوید کیلگری کینیڈا گواہ شد نمبر1 ماجد احمد جاوید خاوند موصیہ گواہ شد نمبر2 خالد محمود ملک صدر جماعت کیلگری کینیڈا وصیت نمبر 21247۔

مسل نمبر 30228 میں ملک عبدالهادی ولد ملک عبدالقدیر قوم اعوان پیشہ ملازمت عمر 21 سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن کیلگری کینیڈا بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 95-3-20 میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی۔ اس وقت میری جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کوئی نہیں ہے اس وقت مجھے مبلغ 9 سو کینیڈین ڈالر ماہوار بصورت ملازمت مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی 1/10 حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہو گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد ملک عبدالهادی آف شیخوپورہ حال کیلگری کینیڈا گواہ شد نمبر1 محمد اشرف عارف مربی سلسلہ کینیڈا گواہ شد نمبر2 ملک خالد محمود وصیت نمبر 21247۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اطلاعات و اعلانات

ایک وضاحت

میرا خاندان یا ہمارا خاندان سے بظاہر یوں لگتا ہے کہ شجرہ نسب درج کیا جا رہا ہے یعنی خاندان کے ہر بڑے چھوٹے کا نام ہر مرد عورت کا نام اور ہر بچے کا نام۔ لیکن میرا خاندان یا ہمارا خاندان سے یہاں مراد یہ ہے کہ ہمارے خاندان میں کون کون سے بزرگ ہو گذرے ہیں اور کن کن افراد نے وقف زندگی میں حصہ لیا ہے۔ یا مربی بنے ہیں یا جماعتی طور پر کسی عہدے پر رہے ہیں۔ اگرچہ یہ افراد خاندان کا ایک چھوٹا سا حصہ ہی ہوں گے لیکن اس میں کیا شک ہے کہ یہ حصہ ہر خاندان کا فخر ہے اور ہمارے ان مضامین میں جو احباب الفضل کے لئے لکھ رہے ہیں انہی افراد کا ذکر ہے۔ ورنہ تو اگر شجرہ نسب لکھا جائے تو ہر شخص کا نام لکھنا پڑے۔ بڑوں کا بھی چھوٹوں کا بھی۔ عورتوں کا بھی۔ مردوں کا بھی۔ بچوں کا بھی۔ نوجوانوں کا بھی۔ غرضیکہ جیسے شجرہ نسب ہوتے ہیں ویسے ہی تمام نام لکھنے پڑیں گے۔ لیکن یہ مضمون جو احباب لکھ رہے ہیں۔ اس سے یہ غرض نہیں ہے۔

بعض دوستوں نے کہا ہے کہ ان کا نام شامل نہیں کیا گیا۔ ٹھیک ہے وہ خاندان سے تعلق تو رکھتے ہیں۔ لیکن انہوں نے وقف بھی نہیں کیا ہوا۔ وہ مربی بھی نہیں ہیں اور جماعت نے انہیں کسی کام پر بھی نہیں لگایا ہوا۔ یعنی اعزازی طور پر۔ اس لئے ان کا نام درج نہیں کیا گیا۔ کسی کا نام درج نہ کئے جانے کی ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ اس بہن یا بھائی کے متعلق پوری معلومات حاصل نہیں ہیں۔ اگر کوئی نام رہ گئے ہوں آپ ادارہ الفضل کو توجہ دلا سکتے ہیں۔ وہ نام یقیناً شامل کر لئے جائیں گے۔ اپنے نام کے ساتھ اپنے کوائف ضرور تحریر کریں۔

سانحہ ارتحال

○ محترمہ اقبال بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم چوہدری محمد اسلم صاحب ساہی گجرات مورخہ 95-8-24 کو بعمر ۷۳ سال وفات پا گئیں۔ اللہ تعالیٰ موصوفہ کے درجات بلند فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل سے نوازے۔

بقیہ اخبار احمدیہ

اہلیہ تھیں۔ موصیہ تھیں اور وفات کے وقت ان کی عمر باسٹھ سال تھی۔ جنازہ محترم مولانا سلطان محمود صاحب انور ناظر اصلاح و ارشاد نے بعد مغرب بیت المہدی میں پڑھایا۔ بہشتی مقبرہ میں تدفین کے بعد محترم اللہ بخش صادق صاحب ناظم ارشاد وقف جدید نے دعا کروائی۔

احباب سے موصوفہ کی بلندی درجات اور لواحقین کو صبر جمیل حاصل ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

بقیہ صفحہ ۱

بصیرت جاتی رہتی ہے اور ان کی آنکھیں ایسی ہوتی ہیں کہ ان کے چہروں پر نگاہ کر کے اہل بصر انہیں اسی طرح دیکھتے ہیں جیسے سانپ، بندر۔ خنزیر کو دیکھتے ہیں۔ اسی لئے (صاحب ایمان) کو چاہئے کہ خدا کی حمد اور تسبیح کرتا رہے اور اس سے حفاظت طلب کرتا رہے۔ جیسے ایمان ہر نیکی کے مجموعہ کا نام ہے اسی طرح ہر برائی کا مجموعہ کفر کہلاتا ہے۔ ان کے ادنیٰ اور اوسط اور اعلیٰ میں درجے ہیں۔ پس امید و بیم رنج و راحت عسر و یسر میں قدم آگے بڑھاؤ اور اس سے حفاظت طلب کرو۔ غور کرو حفاظت طلب کرنے کا حکم اس عظیم الشان کو ہوتا ہے جو خاتم الانبیاء اصفی الاصفیا سید ولد آدم ہے صلی اللہ علیہ وسلم تو پھر اور کون ہے جو طلب حفاظت سے غنی ہو سکتا ہے۔ مایوس اور نا امید مت ہو ہر کمزوری۔ غلطی۔ بغاوت کے لئے دعا سے کام لو۔ دعا سے مت تھکو۔ یہ دھوکا مت کھاؤ جو بعض ناعاقبت اندیش کہتے ہیں کہ انسان ایک کمزور ہستی ہے خدا اس کو سزا دے کر کیا کرے گا۔ انہوں نے رحمت کے بیان میں غلو کیا ہے۔ کیا وہ اس نظارہ کو نہیں دیکھتے کہ یہاں بعض کو رنج اور تکلیف پہنچتی ہے۔ پس بعد الموت عذاب نہ پہنچنے کی ان کے پاس کیا دلیل ہو سکتی ہے؟ یہ غلط راہ ہے جو انسان کو کمزور اور سست بنا دیتی ہے۔ بعض نے یاس کو حد درجہ تک پہنچا دیا ہے کہ بدیاں حد سے بڑھ گئی ہیں۔ اب بچنے کی کوئی راہ نہیں ہے۔ استغفار اس سے زیادہ نہیں کہ زہر کھا کر کلی کر لی یہ بھی سخت غلطی ہے استغفار انبیاء کا اجماعی مسئلہ ہے۔ اس میں گناہ کے زہر کا تریاق ہے۔ پس استغفار کو کسی حال میں مت چھوڑو۔

(از خطبہ 31 جنوری 1902ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

ربوہ : 26- ستمبر-1995ء
درجہ حرارت کم از کم 25 درجے سنٹی گریڈ
زیادہ سے زیادہ 36 درجے سنٹی گریڈ

○ تاجروں نے سول نافرمانی تحریک چلانے کا اعلان کر دیا ہے۔ تاجروں نے کہا ہے کہ وہ بجلی کے بل نہیں دیں گے۔ انکم ٹیکس کے گوشوارے نہیں بھریں گے۔ انکم ٹیکس افسروں کو مارکیٹوں میں داخل ہونے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ انکم ٹیکس ادا کرنے والے تاجروں کا بھی بائیکاٹ کیا جائے گا۔ ان کے نام کے ساتھ غدار تاجر لکھ کر کتبے لٹکا دیئے جائیں گے۔ لاہور کے علاوہ دوسرے شہروں میں بھی مظاہرے کئے جائیں گے۔ تاجروں نے جو مطالبات کئے ہیں وہ یہ ہیں۔ بجلی اور گیس کے نرخوں میں اضافہ واپس لیا جائے۔ انکم ٹیکس کے بارے میں فوجداری مقدمہ درج کرنے کا اختیار صرف سی بی آر (سینٹرل بورڈ آف ریونیو) کے پاس رہنا چاہئے۔ افسروں کو ٹیکس گذاروں کی تفصیلی چھان بین کرنے کے اختیار واپس لئے جائیں۔ تاجروں نے غیر معینہ ہڑتال کی دھمکی بھی دی ہے۔

○ 16 سیاسی جماعتوں نے متحدہ محاذ بنانے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ ان میں مسلم لیگ (ن) جماعت اسلامی، اے این پی، پی ڈی پی (نوابزادہ نصر اللہ) ایم کیو ایم، تحریک استقلال، پیپلز پارٹی (مرتضیٰ گروپ)، تحریک جعفریہ، مسلم لیگ (ج) کا طارق گروپ، جمیعت علمائے اسلام نیازی گروپ، جمہوری وطن پارٹی (اکبر بگٹی)، جمیعت علمائے پاکستان نورانی، اور پختون خواہ ملی عوامی پارٹی شامل ہوں گی۔ اے این پی کے مسٹر اجمل خٹک نے کہا کہ رابطہ کمیٹی کا اجلاس اگلے ہفتے اسلام آباد میں ہو گا۔

○ ملک بھر میں کلرکوں نے اسلام آباد کی طرف لانگ مارچ کرنے کا اعلان کیا ہے۔ کل سے جیل بھرو اور سول نافرمانی کی تحریک بھی شروع کی جائے گی۔ ایوان صدر اور وزیر اعظم ہاؤس کے سامنے بھی مظاہرہ ہو گا۔ بہت سے کلرک پہلے ہی اسلام آباد پہنچ کر روپوش ہو چکے ہیں۔ تادم مرگ بھوک ہڑتال بھی کی جائے گی۔ کلرکوں کی تنظیم اپکا نے کہا کہ مطالبات نہ مان کر حکومت عذاب الٰہی کو دعوت دے رہی ہے۔ ارکان اسمبلی وزراء اور صدر و وزیر اعظم کی تنخواہیں بڑھا دی گئیں لیکن کلرکوں سے سوتیلی ماں کا سا سلوک کیا جا رہا ہے۔

○ کراچی میں فائرنگ اور دستی بم سے حملوں میں 2- افراد ہلاک اور کمسن بچوں سمیت 5 زخمی ہو گئے۔ دہشت گردوں نے اردو سائنس کالج پر فائرنگ کی۔ اورنگی کا پھر محاصرہ کیا گیا۔ صبح سویرے شروع ہونے والا آپریشن شام تک جاری رہا۔

○ اینٹوں کے بھٹوں پر فکسڈ ٹیکس نافذ کر دیا گیا ہے۔ ٹیکسٹائل فریموں پر 70 فیصدی درآمدی ڈیوٹی معاف کر دی گئی۔ بھٹوں کو تین درجوں میں تقسیم کر کے دو سال کے لئے یہ فکسڈ ٹیکس نافذ کیا گیا ہے۔ وزیر تجارت احمد مختار نے بتایا کہ بھٹہ مالکان نے از خود یہ مطالبہ کیا تھا کہ ان پر فکسڈ ٹیکس نافذ کیا جائے۔ کیونکہ انکم ٹیکس افسران ان کو تنگ کرتے ہیں۔

○ زکوۃ کمیٹیوں کے "جیالے چیئرمینوں" کی نامزدگی پر قومی اسمبلی میں گرما گرمی پیدا ہو گئی۔ اپوزیشن نے کہا کہ ملک بھر کے کسی ایک ضلع میں پیپلز پارٹی سے ہٹ کر کوئی چیئرمین نہیں مقرر کیا گیا انہیں پیپلز پارٹی کے علاوہ کوئی شریف مسلمان نظر نہیں آیا۔ ڈاکٹر شیر افگن وفاقی وزیر نے جواب دیا کہ تمام چیئرمین دیانتدار ہیں۔

○ پیر صاحب دیول شریف عبد المجید خضری انتقال کر گئے۔ سابق صدر ایوب خان، سابق وزیر اعظم ملک فیروز خان نون ان کے مرید اور سابق صدر ضیاء الحق ان کے عقیدت مند تھے۔

○ کراچی میں چھاپوں اور اورنگی ٹاؤن کے محاصرہ کے دوران ایم کیو ایم کے 150- ارکان کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔ فائرنگ سے زخمی ہونے والا ایم کیو ایم کا جوائنٹ انچارج دم توڑ گیا۔ اس کے سوگ میں لیاقت آباد، نیو کراچی، گل بہار اور وسطی ضلع میں دکانیں بند رہیں۔

○ ایم کیو ایم کی مذاکراتی ٹیم کے سربراہ مسٹر اجمل دہلوی نے کہا ہے کہ مذاکرات کی کامیابی مشکوک ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم دہشت گردی کے لیبل سے نجات چاہتے ہیں۔ انتہائی صورت حال سے بچنے کے لئے الطاف حسین نے ہمیں ہر صورت میں مذاکرات جاری رکھنے کی ہدایت کی ہے۔

○ ایک اخباری خبر کے مطابق سندھ کے وزیر اعلیٰ عبد اللہ شاہ نے وزیر اعظم کو درخواست کی ہے کہ وہ وفاقی وزیر داخلہ کو صوبائی معاملات میں مداخلت سے باز رکھیں۔ کراچی آپریشن کے علاوہ دیگر امور میں بھی ان کا دائرہ کار محدود کر دیا جائے۔ صوبائی معاملات میں نصیر اللہ بابر کی مداخلت میری سیاسی ساکھ کو نقصان پہنچا رہی ہے۔ بیوروکریسی میرے احکامات سے زیادہ وزیر داخلہ کے احکامات کی پیروی کرتی ہے۔

○ اسلام آباد میں کلرکوں کے لانگ مارچ کے لئے پورے ملک کے مختلف شہروں سے کلرکوں کے قافلے چل پڑے ہیں۔ بہاولپور سے 200 کلرکوں کا قافلہ روانہ ہو گیا۔ ہزاروں کلرکوں نے خفیہ طور پر اسلام آباد پہنچ کر اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں اور خفیہ مقامات پر قیام کر لیا ہے۔

○ نیشنل بینک کے ساڑھے گیارہ ارب روپے مختلف لوگوں کے ذمے بطور قرض واجب الادا ہیں۔ جن میں سے بیشتر قرضے قانونی تقاضے پورے کئے بغیر جاری کئے گئے ہیں۔

○ افغان مہاجرین کی واپسی کے لئے کمیٹی اور چائلڈ لیبر کے خاتمے کے لئے خصوصی سیل قائم کر دیا گیا ہے۔

○ وفاقی حکومت نے پنجاب کے 5378- افسران کو کرپٹ قرار دے دیا ہے۔ پنجاب حکومت نے ان کو ایماندار قرار دیا تھا۔

○ مسلم لیگ (ج) کے ناراض رکن چوہدری صداقت نے کہا ہے کہ چٹھہ نے ہمارے سر سے "وٹہ" اٹھا کر "مٹکا" رکھ دیا ہے۔ اس کو دو ماہ میں ہٹا دیں گے۔

○ سیاسی مبصرین نے بتایا ہے کہ پاکستان اور بھارت کے درمیان بڑی جنگ کے خطرہ سے خفیہ ایجنسیوں نے فوجی قیادت کو مطلع کر دیا ہے۔ بھارت نے محدود کارروائی کا منصوبہ بنا لیا ہے۔ آزاد کشمیر کے کسی اہم مقام پر قبضہ کر کے فوجی برتری کا تاثر دیا جائے گا۔ سیاسی مبصرین کا خیال ہے کہ بھارتی وزیر اعظم اپنی سیاسی مشکلات دور کرنے کے لئے کوئی مہم جوئی کر سکتے ہیں۔

○ بی بی سی نے بتایا ہے کہ پیپلز پارٹی اور مسلم لیگ (ج) میں اختلافات ختم نہیں ہو سکے۔ کابینہ کی تشکیل پر سمجھوتہ نہ ہوا تو مسلم لیگ کے انضمام اور وسیع تر اتحاد کی کوششیں مضبوط ہوں گی۔ طویل مذاکرات کے باوجود ابھی تک وزارتوں کا تناسب ہی طے نہیں ہو سکا۔ بی بی سی نے نواز شریف کی لندن روانگی کو اہم پیش رفت قرار دیا ہے۔

○ مسلم لیگ (ن) کے سیکرٹری اطلاعات مسٹر مشاہد حسین نے کہا ہے کہ حکومت کسی جیالے کو فوج کا سربراہ بنانے کے لئے جوڑ توڑ کر رہی ہے۔

○ پنجاب اسمبلی کے سپیکر مسٹر محمد حنیف رامے نے کابینہ کی جلد تشکیل کا اعلان کر دیا ہے۔

○ ایم کیو ایم کے سربراہ مسٹر الطاف حسین نے کہا ہے کہ صدر مملکت ملک و قوم سے بے وفائی اور پیپلز پارٹی سے وفاداری نبھا رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ رینجرز اور دیگر ایجنسیاں مہاجر نوجوانوں کا قتل عام کر کے ایسی آگ لگا رہی ہیں جسے بجھانا حکومت کے بس میں بھی نہیں ہو گا۔

○ پنجاب میں وزارتوں کے مسئلہ پر حامد ناصر چٹھہ اور گورنر پنجاب راجہ سروپ خان کے درمیان مذاکرات ناکام ہو گئے۔ جھگڑا طول پکڑ گیا۔ گورنر ہاؤس میں اجلاس ایک گھنٹے جاری رہا۔ مخدوم الطاف اور مشتاق اعوان بھی شریک اجلاس تھے۔

SHAHAB EXPRESS
(WORLDWIDE TRAVEL SERVICE)
AKBAR PLAZA- G-10 - MARKAZ ISLAMABAD
TEL : 051 - 294342 - 290206
(سستے ٹکٹوں کیلئے ہم سے رابطہ کریں)

جدید ڈیزائنوں میں اعلیٰ زیورات بنوانے کیلئے ہمارے ہاں تشریف لائیں • کیڈمیم کیساتھ تیار شدہ بغیر ٹانکے کے زیورات۔
• زیورات کی واپسی پر کاٹ نہیں لی جائے گی۔
زیورات کی دنیا میں منفرد نام
نسیم جیولرز اقصیٰ روڈ ربوہ
پروپرائیٹرز : میاں نسیم احمد طاہر
میاں وسیم احمد
فون : دوکان : 837 ، گھر : 212175

نور کاجل 8/- | نور ابٹنہ 15/- | نور آملہ 15/- | خورشید ہیئر آئل 60/- | تابانی لوشن 15/-
خورشید یونانی دواخانہ گولبازار ربوہ فون : 04524-211538